THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

سوشل میڈیا کا مؤثر استعمال: اسلامی نقطۂ نظر

EFFECTIVE USE OF SOCIAL MEDIA: AN ISLAMIC PERSPECTIVE

1-Syed Bacha Agha
Email: agha211179@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-8366-5854
Associate Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of Karachi, Pakistan

2-Muhammad Anwar Bugti
Email: dranwerbugti@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0007-1720-8560
Assistant Professor, Government Postgraduate College, Saryab Road, Quetta, Pakistan

To cite this article:
Agha, Syed Bacha, and Muhammad Anwer Bugti. "EFFECTIVE USE OF SOCIAL MEDIA: AN ISLAMIC PERSPECTIVE." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 11, No. 1 (April 21, 2025).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 11, No. 1||January -June 2025|| P. 18- 42
DOI:	10.29370/siarj/issue20urduar2
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2025-04-21
Journal Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library	University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR	Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library	Advanced Sciences Index

BY NC SA
Open Access

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

سوشل میڈیا کا مؤثر استعمال: اسلامی نقطۂ نظر

EFFECTIVE USE OF SOCIAL MEDIA: AN ISLAMIC PERSPECTIVE

Syed Bacha Agha, Muhammad Anwar Bugti

ABSTRACT:
Media refers to various means of communication and information dissemination that are used to convey messages more effectively in less time, whether on an individual or collective level. The significance of social media is increasing rapidly, primarily because individuals associated with traditional media are extensively connected to social media platforms such as Facebook, YouTube, Skype, WhatsApp, Twitter, MySpace, Google Plus, Digg, and others to reach the public. Social media falls under the category of electronic media, through which people across the world are interconnected, sharing their messages, thoughts, and ideas with one another. The incredible speed of information transmission through social media has enabled individuals to connect with the entire world with just a single click. In the modern era, social media has attained such a dominant position that traditional communication has lagged far behind. There is an urgent need for the state to utilize social media for constructive purposes. Instead of spreading sensational news, jokes, or personal attacks, efforts should be directed toward restoring domestic harmony, modesty, purity, and respect for relationships, while also taking measures to eliminate obscenity and immorality from society—values that are increasingly diminishing, if not entirely lost. This should be pursued with a spirit of diligence and innovation, employing courageous and thoughtful approaches.

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

KEYWORDS: Social media, Facebook, YouTube, Skype, WhatsApp, Twitter, MySpace, Google Plus.

کلیدی الفاظ: فیس بک، یوٹیوب، اسکائپ، واٹس ایپ، ٹوئٹر، مائی اسپیس اور گوگل پلس

تعارف:

انفرادی یا اجتماعی سطح پر کم وقت میں زیادہ مؤثر طور پر پیغام رسانی اور اطلاعات کے لئے استعمال ہونے والے مختلف وسائل کو میڈیا کہا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کی اہمیت میں روزافزوں اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ روایتی میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد معلومات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے بڑی تعداد میں سوشل میڈیا سائٹس جیسے فیس بک، یوٹیوب، سکائپ، وٹس اپ، ٹوئٹر، مائی اسپیس، گوگل پلس، ڈگ اور دیگر سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس سوشل میڈیا کا تعلق برقی میڈیا سے ہے، جن کے ذریعے دنیا بھر کے افراد باہم ایک دوسرے سے جٹے ہوئے ہیں اور اپنے پیغام اور افکار وخیالات ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ سوشل میڈیا کی اطلاعاتی امور میں کمال درجہ سرعت نے انسان کو تمام دنیا سے ایک کلک پر ہر قسم کے رابطہ کا موقع فراہم کیا ہے۔

سوشل میڈیا پر نزاکت کا اظہار

سوشل میڈیا کا استعمال کسی بھی صورت میں ہو لیکن اظہار خیال میں نزاکت کا ہونا ضروری ہے اور یہ قران کریم کا ایک اہم اصول ہے، ارشاد ہے:

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَّاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ۔[1]

"نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقے سے بہتر ہے جسکے بعد ایذا رسانی ہو اور اللہ تعالی بے نیاز اور بردبار ہے۔"

سوشل میڈیا کا کام خبر پہنچانا ہے اور اسلامی اصولوں کے مطابق خبر کی کی تحقیق کیے بغیر اس کا ابلاغ کرنا قطعا درست نہیں۔

سید ابوالا علیٰ مودودیؒ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ: "اسلام میں ہر شخص کو یہ تحفظ حاصل ہے کہ تحقیق کے بغیر اس

---

[1] Al-Baqarah 2:263

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے گی۔اس سلسلے میں قرآن کی واضح ہدایت ہے کہ کسی کے خلاف اطلاع ملنے پر تحقیقات کرلوتاکہ ایسانہ ہوکہ کسی گروہ کے خلاف لاعلمی میں کوئی کاروائی کر بیٹھو"[2]۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے کہ :

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓااِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍفَتَبَيَّنُوْٓااَنْ تُصِيْبُوْاقَوْمًۢابِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْاعَلٰى مَافَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ[3]

"اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو ایسانہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچادو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔"

سوشل میڈیا پر تعظیم و تکریم انسانیت :

اسلام انسان کی تعظیم کا درس دیتاہے اور اس کی عزت نفس و جائز آزادی کی حفاظت کرتا ہے۔ شرف انسانیت اسلامی تعلیمات کا سنگ میل ہے۔ سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ انسانوں کی آزادی، ضمیر اور عزت نفس کو مجروح کرے۔ موجودہ دور میں موبائل کے ذریعے کسی شخص کے نہ چاہتے ہوئے ان کی تصویر لینا یا اس کی ویڈیو بنانا یا آواز ریکارڈ کرنا یہ سب کسی معزز و مکرم شخص کی ذاتی زندگی میں مداخلت ہے جس کی اجازت نہ تو اسلامی تعلیمات دیتاہے اور نہ ہی ایک معزز معاشرہ اس قسم کی بیہودگی کی اجازت دیتا ہے۔ حقوق العباد کا پاس و لحاظ اسلامی معاشرت کی بنیادی قدر ہے اور مسلمان کی عزت نفس پر حملہ بد ترین گناہ ہے، لیکن آج کل تو اس بیشرمی کی حد اس خوفناک حد تک بڑھ چکاہے کہ شادیوں یا کسی دوسرے تقریبات میں موبائل پر غیروں کے ویڈیوز بنائے جاتے ہیں، جس میں دوسرں کی بے پردگی ظاہر ہوتی ہے، یہ جب کسی ناہنجار کے ہاتھوں چڑھ جاتاہے تو وہ اپنی مقاصد کے حصول کے لئے اسے ناجائز استعمال کرتا ہے اور حیادار گھرانوں کے باحیا بیٹیوں کو سر بازار رسوا کردیتے ہیں۔ یہ چیز موجودہ موبائل وغیرہ کی انتہائی خطرناک فحش حملہ ہے، جس کی روک تھام کے لئے اسلامی ریاست کو تادیب و تربیت کی خاطر سخت اقدامات اٹھانے چاہئے۔اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو عزت سے نوازا چنانچہ ارشاد ہے:

---

[2] Syed Abul A'la Maududi, Bahawalah Islami Riyasat, Islamic Publications, Lahore, 1977, p. 571

[3] Al-Hujurat 49:6

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ ۔[4]

یقیناہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو بڑی عزت دی۔

اللہ تعالی کے نزدیک ایک مسلمان کے جان ومال اور خون کا احترام بیت اللہ سے بھی زیادہ ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہ بۡنِ عُمَرَقَالَ: رَأَيۡتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوفُ بِالۡكَعۡبَةِ، وَيَقُولُ: مَا أَطۡيَبَكِ وَأَطۡيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعۡظَمَكِ وَأَعۡظَمَ حُرۡمَتَكِ، وَالَّذِي نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرۡمَةُ الۡمُؤۡمِنِ أَعۡظَمُ عِنۡدَ اللّٰهِ حُرۡمَةً مِنۡكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنۡ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيۡرًا.[5]

"عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے کا طواف کرتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری فضا کتنی خوشگوار ہے، کتنا عظیم ہے تو، تیرا مقام کتنا محترم ہے، مگر اس رب کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ایک مسلمان کے جان ومال اور خون کا احترام اللہ تعالی کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے، اور ہمیں مؤمن کے بارے میں نیک گمان ہی رہنا چاہئے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ:

كُلُّ الۡمُسۡلِمِ عَلَى الۡمُسۡلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرۡضُهُ۔[6]

---

[4] Bani Isra'il 17:70

[5] Al-Qazwini, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Ibn Majah Al-Rabi'i, Sunan Ibn Majah, 1407H, Bab Hurmat Dam Al-Mu’min Wa Malihi, 2:1297

[6] Al-Qushayri, Abu Al-Hussain Muslim Ibn Al-Hajjaj, Al-Jami' Al-Sahih li Muslim, Kitab Al-Birr wa Al-Silah

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

"ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان،مال اور عزت حرام ہے۔"

مگر آج معاملہ کچھ اور ہے ایک مسلمان کے جان ومال اور خون کی نہ تو کوئی قیمت ہے نہ توقیر۔ جب چاہا جسے چاہا آزادی رائے کی آڑ میں جو جی میں آیا کہہ دیا۔ یہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔ فرد، ریاست اور سوشل میڈیا سب کا مقصد خیر کا فروغ اور شر کا روک تھام ہے، سب کے حقوق اور فرائض اور دائرہ کار متعین ہیں۔ اسلامی معاشرے میں میڈیا مغربی معاشرے کی طرح آزاد نہیں ہوتے اور اس ضابطہ اخلاق کے پابند ہوتے ہیں جس کی پابندی معاشرے کے افراد اور دوسرے اداروں پر لازم ہے۔

قومی سالمیت کا فروغ

سوشل میڈیا کی ایک اہم ذمہ داری قومی سالمیت کے فروغ کے اقدامات ہیں۔ اسلامی معاشرہ رنگ ونسل اور قوم، وطن و جغرافیہ کے بجائے عقیدہ کی لڑی میں پرویا ہوا ہے اور عقیدہ ہی کی بنیاد پر افراد معاشرہ بھائی چارہ کے رشتے میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ قران کریم نے اتحاد واتفاق کو بہت بڑی نعمت اور انتشار وافتراق کو لعنت سے تعبیر کیا ہے، لیکن بد قسمتی سے وطن عزیز میں ایسی میڈیا فروغ پا رہا ہیں جو ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ ان کے پس پردہ جہاں بیرونی طاقتیں کام کر رہی ہیں جو ملک کو داخلی طور پر کمزور کرنا چاہتی ہیں، وہیں مختلف گروہی، مسلکی ،نسلی اور جغرافیائی تعصبات بھی ہیں۔ آئے روز سوشل میڈیا پر قومی اداروں اور ملکی سالمیت کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تمام قسم کی عصبیتوں کا خاتمہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

> ليس منا من دعا إلى عصبية، وليس منا من قاتل على عصبية، وليس منا من مات على عصبية۔[7]
>
> "وہ ہم میں سے نہیں جس نے دوسروں کو کسی عصبیت کی طرف دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں جس نے دوسروں کے ساتھ عصبیت کی بنیاد پر لڑائی کی اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مارا گیا۔"

ایسے حالات میں سوشل میڈیا کو داخلی و خارجی سطح پر ایسی فضا کو فروغ دینا چاہیے کہ لوگ نفرت وانتشار

---

[7] Al-Sijistani, Abi Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath, Al-Sunan li Abi Dawood, Abwab Al-Nawm, Bab Fi Al-Asabiyyah, Hadith 5121

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

سے بچیں اور ایک

دوسرے کے قریب آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کس قدر صورتحال کی ترجمانی کر رہا ہے کہ:

ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فينمي خيرا او يقول خيرا۔ [8]

"وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کروائے اور بہتر بات کرے اور اچھی بات دوسروں تک پہنچائے۔"

ظلم وزیادتی کی نشاندہی

ایک جمہوری معاشرے میں سوشل میڈیا مختلف معاشرتی برائیوں کی نشاندہی اور ان کے سدباب کے بارے میں مؤثر آواز بلند کرتی ہے۔ مثلاً گداگری، رشوت، منشیات، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، مہنگائی، ناجائز منافع خوری کے متعلق فیس بک وغیرہ پر خبریں دی جاتی ہیں اور ارباب اختیار کی توجہ ان سماجی برائیوں کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ گویا سوشل میڈیا حکومت اور معاشرے کے درمیان پل کا کام کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا کی مؤثر کارکردگی کا نتیجہ ہے کہ آج کسی بھی محکمے کا زخم خوردہ شخص سوشل میڈیا خصوصاً فیس بک وغیرہ کی مدد سے اپنا موقف بیان کر کے حصول انصاف میں مدد حاصل کر لیتا ہے۔ اس سلسلے میں مرحوم صحافی محمد صلاح الدین کہتے ہیں کہ: "روشنی درحقیقت خبر ہی کا دوسرا نام ہے۔ خبر روشنی ہے اور بے خبری اندھیرا۔ اور یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ روشنی انسداد جرائم کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے۔ اندھیرا ہی مجرم کی بنیادی ضرورت، اس کا سب سے بڑا سہارا، اور اس کا مضبوط ترین محافظ ہے۔ ہر مجرم خواہ وہ رشوت خور ہو، خائن ہو، چور ہو، زانی اور شرابی ہو، ملاوٹ، سمگلنگ اور کم تولنے کا مرتکب ہو، تخریب کار، وطن دشمن اور بیرونی ایجنٹ ہو، ان سب کی مشترکہ ضرورت اخفا اور اندھیرا ہی ہے۔ خبر اور روشنی ان کی موت ہے"۔ [9]

---

[8] Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Isma'il, Al-Jami' Al-Sahih li Al-Bukhari / Al-Jami' Al-Musnad Al-Mukhtasar Min Umur Rasul Allah ﷺ Wa Sunanihi Wa Ayyamihi, Qadimi Kutub Khana, Karachi, Kitab Al-Sulh, Bab Laisa Al-Kadhab Alladhi Yuslih Bayna Al-Nas, Hadith 2692

[9] Syed Ubaid Al-Salam Zaini, Islami Sahafat, Idara Ma'arif Islami,

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

اسلام دین امن ہے،اپنے متبعین کو نہ ظلم کرنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ظلم پر خاموش رہنے کی، بلکہ اگر کسی پر ناحق ظلم کیا جائے تو قرآن مجید بھی یہ حق دیتا ہے کہ وہ اس پر آواز بلند کرے اور اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرے،ارشاد ہے:

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الامن ظلم۔[10]

"اللہ تعالیٰ اعلانیہ بری بات کہنا پسند نہیں کرتا، ماسوائے اس شخص کے جس پر ظلم ہوا ہو۔"

اسی طرح احادیث میں بھی اس کی اجازت دی گئی ہے،اس سلسلے میں یہ حدیث ایک اصول کا درجہ رکھتی ہے کہ:

ان لصاحب الحق مقالاً۔[11]

"صاحب حق کو کہنے کی اجازت ہے۔"

لہذا یہ ثابت ہوا کہ سوشل میڈیا پر کسی بھی قسم کے ظلم وزیادتی کے خلاف آواز اٹھانا اور ظالم کو اپنے ظلم سے باز رکھنے سمیت مظلوم کی دادرسی کرنا ایک ثابت شدہ امر ہے،ایسے حقوق کے لئے سوشل میڈیا کا مثبت استعمال کیا جاسکتا ہے، گویا سوشل میڈیا کے ذریعے مظلوم کو اس کا حق دلانے کے لئے حرف شکایت کا تشہیر کرنا ضروری ہے۔

سوشل میڈیا میں اس امر کی گنجائش موجود ہے کہ ہلکے پھلکے انداز میں وہ شخصیات کے بعض پہلوؤں کی نشاندہی کرے یا مقامی و ملکی مسائل کو اس اسلوب میں واضح کرے جس کے لیے زبان و بیان پر مکمل عبور سامنے آئے۔ الفاظ و معانی کی نزاکتوں سے آگاہ ہو، سنجیدہ بات کے مضحک پہلو کو ابھارنے کی صلاحیت ہو۔ دوسری بات یہ کہ اس کے نشتر ظرافت سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، وہ طنز اور طعنہ زنی، مزاح اور پکڑ پن کے فرق کو بھی نظر انداز نہ ہونے دے۔

سوشل میڈیا پر فحاشی و عریانی کی روک تھام

سوشل میڈیا پر جو لوگ محض دولت کمانے کی خاطر یا اپنا ریٹنگ اور ویورز بڑھانے کی خاطر ایسی کلپس یا

Mansoorah Lahore, p. 48

[10]An-Nisa 4:148

[11]Al-Jami' Al-Sahih li Al-Bukhari, Kitab Al-Hibah wa Fadluha wa Al-Tahrid Alaiha, Bab Man Uhdi Lahu Hadiyyah wa 'Indahu Julasa'uhu Fahuwa Ahaq

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

چھوٹی چھوٹی فلمیں بناتے ہیں جو بڑھ چڑھ کر حیاسوز مناظر پیش کرتے ہوں، ایسے اشتہارات پیسٹ کریں جن میں جنسی عریانیت، جاذبیت اور کشش پیدا کی جاتی ہو، ایسا لٹریچر یا مواد جس کی مقبولیت کا انحصار ہی شاہوانی محرکات پر ہو، مانا کہ وقتی طور پر اس کی آمدنی میں بے پایاں اضافہ ہو گا، ان کی ریٹنگ بڑھ جائیں گے ان کے ویورز زیادہ ہو جائیں گے، لیکن اس سے جو نقصان ہو گا اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ جب قوم کا اخلاق بگڑ جائے گا، جب شرم وحیا کی چادر داغ دار ہو جائے گی، بے حیا اور ہوسناک نگاہیں اس کی دولت و عظمت لوٹنے میں بھی کوئی تعمل محسوس نہیں کریں گی۔ پیر جسٹس محمد کرم شاہ ازہریؒ لکھتے ہیں کہ: "قوم کی اصلاح یافتہ ہونے کی برکات سے جس طرح ہر فرد مستفید ہوتا ہے، اسی طرح اس کے اخلاق باختہ ہونے سے بھی ہر ایک کو حصہ رسدی مل کر رہتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالی نے اس دروازے کو بند کر دیا جس سے فسق وفجور کا سیلاب امڈ سکتا ہے"[12]۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ۔[13]

"جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مؤمنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا و آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

ماكان الفحش فی شیء الا شانه، ولا كان الحياء فی شیء قط الا زانه۔[14]

"جس چیز میں بھی بے حیائی پائی جائے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں بھی حیا پائی جائے اسے مزین کر دیتی ہیں۔"

---

[12] Justice Syed Muhammad Karam Shah Al-Azhari (R.A.), Zia Al-Qur'an, Zia Al-Qur'an Publications, Lahore, Vol. 3, p. 303

[13] An-Nur 24:19

[14] Al-Qazwini, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Ibn Majah Al-Rabi'i, Sunan Ibn Majah, Abwab Al-Zuhd, Bab Al-Haya

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

سوشل میڈیا کے ذریعے جنسی آوارگی اور بے حیائی کو فروغ دینا مغربی ایجنڈے کا ایک حصہ ہے، کیونکہ مسلمانوں کی اصل قوت ان کی اخلاقی قدریں ہیں، اگر ان کی نوجوان نسل اخلاق باختہ ہو جائے تو اسے کنٹرول کرنا آسان ہو گا۔ مسلمان عورت خاص طور پر نشانہ ہے۔آزادی اور اختیار کے نام پر عورت کو خاندانی نظام کی تنظیم سے نکال کر (جو ایثار، قربانی، شفقت و محبت، صلہ رحمی اور بچے کے اخلاقی وجود کی حفاظت کا ذریعہ ہے) خود غرضی، حسد اور مسابقت کی راہ پر چلاتا ہے۔ عورت کسی معاشرے کے اخلاقی وجود کی علامت ہے، اگر اس معاشرے سے اس کی یہ علامت کو چھین لیا جائے تو اس کا اخلاقی وجود خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔[15]

موجودہ دور کے بے لگام سوشل میڈیا سے انسان فحاشی و عریانی اور تخریب اخلاق کے تالاب میں "جہالت اور شرم و حیا" کے ساری حدود کراس کر کے داخل ہو جاتا ہے۔ یہ جنسیت زدہ اور فحش کلچر انسانیت کے لیے تباہی ہے ، جس کے بارے میں ایک روسی سکالر نے لکھا ہے کہ : "مغربی عورتیں اپنے جسم دکھاتے، لباسوں اور عریاں پنڈلیوں کے ذریعے مردوں کی قبریں کھودتی ہیں، ذرا دیکھیے بظاہر ایک بھلی سی لڑکی ہیجان انگیز وضع قطع کے ساتھ اپنی ایک دوست کی خوشی کے لیے گھر سے خراماں خراماں نکلتی ہے، لیکن اپنے جلووں سے راستے بھر میں ایک درجن سے زیادہ مردوں کو (بلاوجہ) ذہنی اور صنفی اذیت میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہے۔ یوں عریانی اور برہنگی کے یہ کھلے ہتھیار بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے ڈسٹرکشن ماسک کا کام کر جاتے ہیں"۔[16]

آج کے دور میں سوشل میڈیا اپنی اشاعت اور ریٹنگ بڑھانے اور کاروباری لوگ اپنی تجارت اور مصنوعات کو مقبول بنانے کے لیے سوشل میڈیا پر خصوصا فیس بک اور یوٹیوب میں اشتہار بازی میں جن انسانی خواہشات کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں جنسی اور حسن کی خواہش اور طلب سرفہرست ہوتی ہے اور عورت کو ہر اشتہار کی زینت بنایا جاتا ہے۔ فحاشی و عریانی سے لبریز مغربی میڈیا کے یہ تحائف ترقی کا نعم البدل ہے کہ خودکشیاں عام ہو رہی ہیں۔ ارتکاب جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے، زنا بالرضا تو کیا زنا بالجبر بھی معمول بن گیا ہے، خاندان اجڑ گئے، معاشرے کے شہتیر ہل رہے ہیں، نہ معلوم کہ یہ ساری عمارت کب پیوند خاک ہو جائے۔

---

[15] Khalid Alawi, Ta'leem Aur Jadeed Tehzibi Challenge, Dawah Academy, Islamabad, 2005, p. 30

[16] Tarjuman Al-Qur'an, Lahore, June 2008, p. 71

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

حقائق کو بیان کرنا:

سوشل میڈیا پر حقائق اور واقعات کو دل نشین پیرایہ میں بیان کرنا لائق ستائش ہے، لیکن تفریح طبع کا سامان اس طور پر پیش کرنا کہ حقائق وواقعات سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو، محض اپنی بازاری قیمت منوانے کا سطحی ذریعہ تو بن سکتا ہے، لیکن سوشل میڈیا کے نام پر بیہودگی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ کوئی بھی جھوٹی خبر جس کا کوئی حقیقت نہ ہو اس کو اچھالنے کی کوشش کرنا، جو معاشرے کی بگاڑ کا سبب ہو انتہائی نامناسب عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من عير اخاه بذنب لم يمت حتى يعمله، وفي روايۃ من ذنب قد تاب منه۔[17]

"جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے وہ شخص توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔"

سوشل میڈیا کے یہ نام نہاد لوگ بجائے اس کے کہ برائی کا وہیں قلع قمع کرنے کے اسے ریکارڈ کر کے پیش کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں اور اسی کو اپنے پیشے کی معراج سمجھنے کی غلط فہمی کا شکار رہتے ہیں اور سچ کی سربلندی اور معاشرے کی اصلاح کرنے کا نعرہ لے کر اٹھنے والے اس طرح کے نام نہاد سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ برائی کو تو محفوظ کر لیتے ہیں، لیکن اسے ختم نہیں کرتے نتیجتاً برائی وہیں کے وہیں رہ جاتی ہے۔

لیکن یہ حقائق اس حد تک بھی نہ بیان کئے جائیں کہ اس سے معاشرے میں خوف پھیل جائے اور اس سے نوجوانوں، خواتین اور بچوں کے ذہنوں پر منفی اثرات پڑ جائیں مثلاً یہ خبر کہ: "6 جنوری 2025 کو مصطفی عامر کراچی کے ڈیفنس سے اغوا ہوتا ہے اور سات 7 جنوری کو ان کے اغوا یا گمشدگی کا ایف آئی آر درج کیا جاتا ہے۔ 25 جنوری کو مصطفی عامر کے والدہ کو اغواکاروں کی طرف سے تاوان طلبی کے متعلق فون کیا جاتا ہے، جس کے بعد یہ کیس سی آئی

---

[17] Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa bin Surah, Al-Jami' li Al-Tirmidhi / Al-Jami' Al-Mukhtasar Min Al-Sunan 'An Rasul Allah ﷺ Wa Ma'rifat Al-Sahih Wal-Ma'lul Wa Ma Alaihi Al-Amal, Abwab Al-Zuhd, Qadimi Kutub Khana, Karachi, Vol. 2, p. 77

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

اے کے حوالے کر کے تفتیش شروع ہو جاتی ہے،اور 14 فروری 2025ء کو عامر مصطفی کی لاش بمعہ جلی ہوئی گاڑی بلوچستان کے علاقے حب چوکی کے قریب سے مل جاتا ہے۔یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ نیوایئر کے موقع پر مصطفی عامر، ارمغان اور شیراز کے درمیان لڑائی ہوئی تھی اور اس کے بعد مصطفی عامر کو ارمغان نے فون کر کے اپنے گھر ڈی ایچ اے کراچی بلایا تھا،وہاں لڑائی جھگڑے کے بعد فائرنگ کر کے مصطفی کو قتل کیا گیا تھا اور پھر ان کی لاش بمع ان کی کار حب چوکی کے قریب لے کر گئے تھے اور وہاں پر اس کی لاش کو گاڑی کے اندر ہی جلادیا گیا تھا"۔میرے خیال میں اس طرح کی چیزیں بار بار ٹی وی، سوشل میڈیا، فیس بک وغیرہ پر دکھانا انتہائی نامناسب ہیں۔اس وقت مغرب کے بعد کا ٹائم ہے شام ساڑھے چھ بجے سے لے کر پانچ منٹ کم سات بجے تک مسلسل بریکنگ نیوز کے طور پر مقتول مصطفی عامر کی تصویر اور اس کی جلی ہوئی گاڑی کی تصویر بار بار بریکنگ نیوز کے طور پر دکھایا جارہا ہے اور ڈی آئی جی سی ائی اے مقدس حیدر اس حوالے سے پریس کانفرنس کر رہے ہیں۔تو یہ چیزیں بار بار دکھانا میرے خیال میں یہ عوام الناس خصوصاً بچوں اور خواتین پر اس کا بہت برا اور منفی اثر پڑتا ہے،اس سے گریز لازمی ہے۔

افواہ سازی سے گریز:

شاید افواہیں پھیلانے والوں کو یہ اندازہ بھی نہ ہو کہ بسا اوقات اس کے منفی اثرات معاشرے اور مملکت دونوں کے لیے کتنے خطرناک ہوتے ہیں اور جس کے تباہ کن اثرات سے خود افواہ سازی کا کام کرنے والے بھی بچ نہیں سکتے۔شرعی نقطہ نگاہ سے افواہیں پھیلانا یا افواہوں کے ذریعے سے معاشرے میں فتنہ وفساد پھیلانا ایک بدترین جرم ہے،اس لیے کہ افواہ معاشرے کے مختلف طبقات کے درمیان بلا کسی سبب نہ صرف نفرت وحقارت پیدا کرتی ہیں، بلکہ بسا اوقات بلاوجہ کی لڑائی جھگڑے کا سبب بھی بن جاتی ہے۔افواہوں کے مہلک اور مضر اثرات کے پیش نظر اسلامی ریاست پر یہ شرعاً فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ خود کسی قسم کی افواہیں نہ پھیلانے دیں من گھڑت اور جھوٹی باتیں نہ صرف دنیاوی اعتبار سے جرم ہے،بلکہ آخرت میں بھی اس جرم کی پاداش میں سخت سزا بھگتنا پڑے گی،دنیا میں بھی اس قسم کی گھٹیا حرکتوں کے نتائج اچھے نہیں ہوتے۔افواہیں خواہ حکومت کے خلاف ہوں یا کسی ادارے کے خلاف، کسی سیاسی شخصیت کے خلاف ہو یا امت مسلمہ کے کسی فرد کے خلاف، کسی مسلک کے خلاف ہو یا کسی طبقہ کے خلاف، ہر حالت میں قابل مذمت ہیں۔تاریخ میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ چند افراد کے پھیلائی ہوئی باتیں پوری قوم کے لیے شرمندگی اور پریشانی کا باعث بن گئی ہیں اور اس کے سنگین نتائج آنے والی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑے۔

تحقیر واستہزاء سے گریز

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

بد قسمتی سے ہماری سوشل میڈیا خصوصا سینکڑوں فیس بک پیجز اور یوٹیوب چینلز ایسے ہیں جو مزاح اور تفریح کے نام پر حقارت آمیز رویہ روا رکھتے ہیں، کسی لیڈر کا روپ دھار لینا، اسی کا تکیہ کلام کو استہزاء اپنانا، ان کا نقل اتارنا، اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا آج کل سوشل میڈیا پر عام سی بات ہے، اور اس کو تفریح کے نام پر گوارا کیا جاتا ہے۔ لیکن مزاح نگاری اور تفریح کی بھی اخلاقیات ہوتے ہیں۔ کسی کا دل دکھانا، مذاق اڑانا اور تذلیل و تحقیر کو کبھی بھی اچھا فعل تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔[18]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئے وہ ظالم ہے۔"

ایک اسلامی ریاست میں فرد اور سوشل میڈیا سب احکام خداوندی کے پابند ہیں، ان سب کا مقصد خیر کا فروغ اور شر و فساد کا انسداد ہوتا ہے۔ سب کے حقوق و فرائض متعین ہوتے ہیں ان سے تجاوز کرنا بغاوت کہلائے گا۔

سوشل میڈیا میں ہر قسم کی دل آزاری خصوصا مذہبی دل آزاری سے گریز کیا جانا چاہیے۔ یہ دل آزاری خواہ مسلمانوں کے باہمی مسالک کے حوالے سے ہو یا غیر مسلموں کے حوالے سے، دونوں صورتوں میں سوشل میڈیا کو محتاط رویہ اپنانا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمام رویوں سے منع فرمایا ہے جس سے کسی مسلمان بھائی کی دل آزاری ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

---

[18] Al-Hujurat 49:11

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا، الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔[19]

"تمام قسم کی زیادتیوں سے زیادہ بڑی زیادتی یہ ہے کہ کوئی شخص ناحق کسی مسلمان کی عزت کے بارے میں زبان طعن دراز کرے۔"

سنسنی کی روک تھام:

سوشل میڈیا پر عوام وخواص کو بغاوت اور نافرمانی پر ابھارنا، عوام وخواص میں ریاست کے متعلق شکوک کو فروغ دینا، قیادت

سے محروم کرنے کی کوشش کرنا، ملک میں فرقہ وارانہ ومسلکانہ جذبات کو ہوا دینا، واقعات کو حقائق کے برعکس پیش کر کے عوام کو گمراہ کرنا، دوسروں کی اچھائیوں کو نظرانداز کرکے ان پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرنا، نااہل اور نالائق لوگوں اور پارٹیوں کی تعریف میں آسمان وزمین کے قلابے ملا دینا، یہ سب سوشل میڈیا کے منفی کردار کے بین ثبوت و مظاہر ہیں، جو عینی مشاہدہ ہیں۔ حقائق کا نظروں سے اوجھل ہو جانا، اخلاقی قدروں کی پامالی، فتنہ وفساد کا دور دورہ اور انسانیت دشمنی کے کریہہ اور المناک حوادث وواقعات کی ذمہ داری بھی تعصب وجانبداری پر مبنی سوشل میڈیا کے سر آتی ہے۔

سوشل میڈیا پر بعض افراد سنسنی پھیلانے کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ یہ بھی سوچنے کی کوشش نہیں کرتے کہ ایسی سنسنی خیز بات دوسروں تک پہنچانے کے کیا اثرات ہوں گے؟ ایسی صورتحال کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ:

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهُ هَيِّنًا وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ۔[20]

"جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی

[19] Abi Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath, Al-Sunan li Abi Dawood, Maktabah Rahmaniyyah, Lahore, Kitab Al-Adab, Bab Fi Al-Ghibah, Hadith 4876

[20] Al-noor 24:15

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بھاری بات تھی۔"

آج صورتحال یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی سنسنی خیز بات کہی تو سوشل میڈیا والے بغیر تحقیق کیے اسے دوسروں تک پہنچانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملکی نظریاتی بنیاد اس کا استحکام ،بقا اور عوام میں یکجہتی ایسے مسلمات ہیں جن کے بارے میں اختلاف رائے خارج از بحث تصور ہونا چاہیے۔ آزادی اظہار کا یہ تصور کہیں بھی موجود نہیں ہے کہ جس کے جی میں جو آئے وہ کہہ دے اور سوشل میڈیا پر اسے نشر کر دے۔

نجی زندگی کا تحفظ:

اسلام معاشرے اور ریاست کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لوگوں کی نجی زندگی کو بے نقاب کیا جائے۔ اسلام ریاست کو بھی اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ شہریوں کے معاملات کی جاسوسی کرے یا سوشل میڈیا کو اس مقصد کے لیے استعمال کریں۔ اسلام نے اپنے شہریوں کو تجسس، چغلی ،غیبت اور بہتان تراشی سے مکمل تحفظ فراہم کیا ہے اور نجی زندگی کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا ہے۔

اس بارے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔[21]

"اے اہل ایمان بہت گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔"

بدگمانی ایک قسم کا جھوٹا وہم ہے جس کا نتیجہ ہر ایک کے کام میں بدنیتی معلوم ہوتی ہے اور کسی کام میں اسے اچھائی نظر نہیں آتا دوسروں کی طرف من گھڑت اور بے بنیاد باتیں منسوب کرنے لگتا ہے اس سے آپس میں نفرت

[21] Al-Hujurat 49:12

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ لہذا افراد کی ذاتی اور نجی زندگی کے بارے میں تجسس بدگمانی اور کھوج لگانا یہ ایک غیر اخلاق اور غیر اسلامی فعل ہے اسلام فرد کی نجی زندگی کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔ موجودہ دور میں موبائل کے ذریعے کسی شخص کے نہ چاہتے ہوئے ان کی تصویر لینا یا اس کی ویڈیو بنانا یا آواز ریکارڈ کرنا یہ سب اسی زمرے میں آتے ہیں۔ آج کل تو اس بیشرمی کی حد اس خوفناک حد تک بڑھ چکا ہے کہ شادیوں یا کسی دوسرے تقریبات میں موبائل پر غیروں کے ویڈیوز بنائے جاتے ہیں، جس میں دوسرں کی بے پردگی ظاہر ہوتی ہے، یہ جب کسی ناہنجار کے ہاتھوں چڑھ جاتا ہے تو وہ اپنی مقاصد کے حصول کے لئے اسے ناجائز استعمال کرتا ہے اور حیادار گھرانوں کے باحیا بیٹیوں کو سر بازار رسوا کر دیتے ہیں۔ یہ چیز موجودہ موبائل وغیرہ کی انتہائی خطرناک فحش حملہ ہے۔

فیس بک پر فرینڈ شپ کے لیے اچھے لوگوں کا انتخاب:

فیس بک استعمال کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کے فیس بک کے دوست متقی اور پرہیز گار ہوں، ان کی گفتار، رفتار اور کردار وغیرہ میں سدھار ظاہر ہونی چاہیے۔ اگر کوئی اس چیز کو خاطر میں نہ لائے تو اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

> عن ابي هريرة رضي الله عنه قال، قال رسول الله ﷺ الرجل على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل۔[22]

> "حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے، سو ذرا دیکھ بھال لیا کرے کہ کس کے ساتھ دوستی کرتا ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نشینی اپنا ایک اثر رکھتی ہے چاہے وہ صحیح ہم نشینی ہو یا بری ہو، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ

گناہ گار قیامت میں آرزو کرے گا کہ:

[22] Bahawalah Bala, Al-Sunan li Abi Dawood, Kitab Al-Adab, Bab Man Yu'mar An Yujalis, Vol. 2, p. 321

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

يا وَيْلَتى لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلاناً خَلِيلاً[23]

"اے کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔"

قرآن کریم ہم نشینی اور رفاقت کے متعلق فرماتا ہے کہ:

الْأَخِلاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلاَّ الْمُتَّقِينَ۔[24]

"(قیامت کے روز) صاحبانِ تقویٰ کے علاوہ دنیا کے تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے۔"

جس طرح بری صحبت انسان کی شخصیت پر اثرانداز ہوتی ہے،اسی طرح اچھے لوگوں کی صحبت بھی اس کے دل وجان پر اثر کرتی ہے اور کبھی تو یہ انسان کو اعلی مراتب پر پہونچا دیتی ہے۔لہذا اہل ریاست کیلئے ضروری ہے کہ اہل الرائے، صاحب عقل ودانش اور تجربہ کار ونیک اصحاب کی معیت کو اپنائے تاکہ امور مملکت بہتر طریقے سے انجام پاسکے۔

خاندان اور والدین کا کردار:

قابل غور بات یہ ہے کہ سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کی اصلاح کا آغاز کہاں سے کیا جائے؟ جواب کے لیے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ معاشرہ میں بسنے والے افراد کی زندگی کی ابتدا کب اور کہاں سے ہوتی ہے؟ قرآن پر غور کرنے سے یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ زندگی کی ابتدا خاندان سے ہوتی ہے۔یقینا کوئی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ ماں کی آغوش ہی بچہ کی پہلی درس گاہ ہے۔بس کیا اس بنیاد اور اولین درس گاہ کو نظرانداز کرکے ہم ثانوی اور اعلیٰ درس گاہوں کی اصلاح کریں گے؟ کیا ان لوگوں کو اصلاح کی ذمہ داری سونپی جائے جو پہلی درس گاہ سے تعلق ہی نہیں رکھتے؟ اس کی مثال اسی طرح ہے کہ ہم ابتدائی مدارس میں بچہ کی تربیت واصلاح پر توجہ نہ دیں اور جامعات میں طالب علم کے کردار کی اصلاح کی کوشش کریں۔کیا کسی عمارت کی بنیاد پہلی منزل کو چھوڑ کر دوسری منزل پر رکھی جاسکتی ہے؟ کیا بنیاد کو پائدار اور خوش نما تعمیر کے لیے اچھے معمار کا انتخاب کرنے کے بجائے کسی غیر متعلق شخص سے یہ کام لیا جاسکتا ہے؟ اگر ان سوالات کے جوابات نفی میں ہیں تو بچوں کی تعلیم وتربیت کی ابتدا بھی آغوش مادر ہی سے

[23] Al-Furqan 25:28

[24] Al-Zukhruf 43:67

ہو سکتی ہے۔ چناں چہ ابتدا ہی سے ان کی اصلاح و تربیت ہونا چاہیے تاکہ بنیاد بہتر و مضبوط پڑ جائے اور پھر اس پر خوش نما عمارت تعمیر کی جاسکے اور یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ اصلاح معاشرہ میں اہم و موثر کردار خواتین ہی ادا کر سکتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں خواتین نے ہمیشہ اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور کر سکتی ہیں۔

عورت معاشرہ میں کئی اہم منصب رکھتی ہے اور ہر ایک منصب ایک خاندان کی اصلاح اور خاندان کی اصلاح کے ذریعے معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔ وہ ماں ہو یا بیٹی، بہن ہو یا بیوی، معاشرہ کی موثر فعال رکن ہے اور ہونا چاہیے تاکہ وہ اسلامی معاشرہ کے قیام و اصلاح میں اپنا کردار فریضہ سمجھ کر باحسن و خوبی ادا کر سکے۔ اسلامی معاشرہ نے عورت کو گھریلو زندگی کی مالکہ اور نگراں کا درجہ دیا ہے۔ بچوں کی تربیت اور کردار سازی اس کا اہم و بنیادی فریضہ ہے۔ عورت ہی مذہبی و ثقافتی اقدار کی امین و محافظ تصور کی جاتی ہے۔ عورت اگر اچھے کردار کی مالکہ، دین کی اشاعت کی خواہاں، مشفق و پر خلوص ہوگی تو قوم کو بنانے اور اصلاح کرنے میں مرد سے بہتر کردار ادا کر سکتی ہے۔ چنانچہ سوشل میڈیا کے استعمال کے حوالے سے اخلاقی و روحانی اقدار کی تحفظ اور سوشل میڈیا استعمال کرنے والے چھوٹے بڑوں کی اصلاح کے لیے خواتین خصوصاً تعلیم یافتہ خواتین آگے بڑھ کر اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ایک اچھی اور تعلیم یافتہ ماں ہی بچہ کی صحیح جسمانی، ذہنی، نفسیاتی، جذباتی، معاشرتی اور اخلاقی تربیت کر سکتی ہے اور یہی معاشرہ کی اصلاح کی بنیاد ڈال سکتی ہے۔

اسلامی معاشرہ میں خواتین کو معاشرہ کی روایات کا امین سمجھا گیا لیکن صد افسوس آج ہماری خواتین معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کی بجائے ان خرابیوں میں اضافہ کر رہی ہیں۔ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت سے غفلت برت رہی ہیں۔ وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں، تربیت کی ذمہ دار خواتین ہیں۔ اس ذمہ داری کی مناسب ادائیگی ہی سے معاشرہ سے جرائم و بے راہ روی کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔

تحمل و بردباری:

سوشل میڈیا خصوصاً فیس بک، یوٹیوب یا ٹویٹر وغیرہ پر یہ چیز نوٹ کیا گیا ہے کہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اخلاقی حد پار کر جاتے ہیں، اور تحمل یا بردباری ان میں نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تحمل و بردباری کا مطلب کسی ناگوار بات کو انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے بھی برداشت کیا جائے اور کسی طرح کا بغض اپنے دل میں نہ رکھا جائے، یہ وصف

ان فضائل میں شمار ہو جاتا ہے جس سے خود اللہ تعالیٰ متصف ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر یہ وصف اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی مخصوص کیا ہے۔ واللہ غفورحلیم[25]، ان اللہ غفورحلیم[26]، انه کان حلیماً غفوراً[27]، وکان اللہ علیماًحلیماً[28] جیسے متعدد آیات میں یہ وصف مذکور ہے۔ حلم و تحمل اعلیٰ درجے کی اخلاقی صفت ہے اور اس صفت کے حامل لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔[29]

"اور اپنے غصے کو پی جانے والے، اور دوسروں کے قصور معاف کر دینے والے، اور اللہ تعالیٰ (ایسے) نیک لوگوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔"

حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے آپ ﷺ کے حلم و تحمل کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ آپ ﷺ پیکر حلم اور سراپا خیر تھے۔ فی الحقیقت آپ ﷺ کے حلم و تحمل اور آپ ﷺ کی برداشت و بردباری کی کوئی حد نہایت نہیں تھی۔ اس کا جو نمونہ آپ ﷺ نے امت کے سامنے پیش کیا، اگر کوئی بھی اسلامی ریاست اور اس کے باشندگان اس کو مشعل راہ بنائیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ باہمی نفرتوں اور رنجشوں پر بڑی حد تک قابو نہ پالیا جائے۔ حضور ﷺ کی بردباری کی یہ کس قدر بلند شان تھی کہ دشمن سے انتقام لینا انسانی قانون میں فرض ہے لیکن حضور ﷺ کے عفو و درگزر اور حلم و بردباری کی سب سے اعلیٰ شان اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے اپنی پوری قوت اور طاقت کے باوجود کسی سے انتقام نہیں لیا۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ:

ماارایت رسول اللہ ﷺ منتصراً من مظلمة ظلمها قط مالم ینتهك من محارم اللہ تعالیٰ شیئ فاذا انتهك من محارم اللہ تعالیٰ شیئ

---

[25] Al-Baqarah 2:225

[26] Aal-e-Imran 3:155

[27] Bani Isra'il 17:44

[28] Al-Ahzab 33:1

[29] Aal-e-Imran 3:134

Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

كان من اشدهم في ذالك غضباً۔[30]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی ظلم کرنے والے سے بدلہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز نہ کرتا پس جب وہ اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کر جاتا تو آپ ﷺ اس سلسلے میں سب سے زیادہ غضبناک ہوتے۔"

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو امور زندگانی سرانجام دینے کے لئے غیظ و غضب کے وقت میں صبر کا، نادانی وجہالت کے وقت حلم و بردباری کا اور برائی کے مقابلے میں عفوودر گزر کا حکم دیا ہے، جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ ان کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اسی سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینك وبینه عداوة كانه ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا ومایلقھا الا ذو حظ عظیم واما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ بالله انه ھوالسمیع العلیم[31]

"اور بھلائی برائی برابر نہیں۔ اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب اچھائی سے دو پھر تیرے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا گویا دوست ہے اور یہ بات ملتی ہے ان کو جن کو صبر ہے۔ اگر اس میں شیطان کو کونچنے سے کوئی کونچ تجھ کو لگ جائے تو اللہ کی پناہ ڈھونڈ، بیشک وہی ہے سنتا جانتا۔

اس سلسلے میں حضور ﷺ کی وہ حدیث بھی ہے، فرمایا کہ:

---

[30] Al-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa bin Surah, Shama'il Al-Tirmidhi, Bab Ma Ja'a Fi Khuluq Rasul Allah ﷺ, p. 24

[31] Ha-Meem Al-Sajdah 41:34-36

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

ليس الشديد بصرعة انما الشديد الذی يملك نفسه عندالغضب ۔[32]

"پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو کشتی میں پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔"

اسی طرح ایک دوسرے حدیث میں ارشاد ہے کہ:

من كظم غيضه وهو يقدر علیٰ ان ینتصر دعاه الله تبارك وتعالى علیٰ رؤس الخلائق حتی یخیره فی حور العین ایتهن شاء ۔[33]

"جس نے اپنے غصے کو ایسے حالت میں پی لیا جبکہ وہ بدلہ لینے پر قادر ہو، اللہ تعالیٰ اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اسے اختیار دیں گے کہ وہ جس بھی حور کو چاہے پسند کر لے۔"

غصہ کو ضبط کرنا، حلم وبردباری کے لئے لازمی چیز ہے ۔ اسی طرح عفوودر گزر، رفق وملاطفت اور صبر وسکون بھی اس وصف کے لازمی عناصر ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ:

ان فيك لخصلتين یحبهم الله الحلم والانات۔[34]

"تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے، حلم اور جلد بازی نہ کرنا۔"

اسی طرح حضور ﷺ کی حلم وبرباری کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ غزوہ حنین سے واپس آتے ہوتے ایک جگہ نماز کا وقت آیا تو معمول کے مطابق حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی وہیں رک گئے۔ موذن نے اذان دی تو مکہ کے چند غیر مسلم نوجوانوں نے جو قریب ہی مٹر گشت کر رہے تھے چلا چلا کر بطور استہزاء اذان کی

[32] Al-Bukhari, Abi Abdullah Muhammad bin Isma'il, Sahih Bukhari, Kitab Al-Adab, Bab Al-Hazr Min Al-Ghadab, Vol. 2, p. 903

[33] Al-Shaybani, Abu Abdullah Ahmad bin Hanbal, Musnad Ahmad bin Hanbal, Alam Al-Kutub, Beirut, Vol. 3, p. 438

[34] Bihawalah Bala, Al-Khatib Al-Umari, Mishkat, Kitab Al-Adab, Bab Al-Hazr Wa Al-Ta'anni Fi Al-Umur, Vol. 2, p. 443

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

نقل اتارنی شروع کردی۔ حضور ﷺ نے سب کو اپنے پاس بلایا اور ان کو جھڑکنے کے بجائے بڑے پیار سے فرمایا کہ تم سب ایک ایک ہو کر اذان دو، چنانچہ سب نوجوانوں نے باری باری اذان دی۔ ان میں ابو محذورہ کنیت کے ایک نوجوان بہت خوش الحان تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی آواز بہت پسند آئی، انہیں اپنے سامنے بٹھا کر ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور برکت کے لئے دعا کی، پھر ان کو اذان سکھلا کر ارشاد فرمایا کہ:

اذهب فاذن عندالبيت الحرام۔[35]

"جاؤ اور اسی طرح حرم شریف میں اذان دیا کرو۔"

بو محذورہ پر حضور ﷺ کے حلم و تحمل اور حسن اخلاق کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور مدت العمر مکہ معظمہ میں اذان دیتے رہے۔ مذکورہ بالا آیات واحادیث اور سیرت نبوی ﷺ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ تحمل و بردباری امن و اصلاح کے استحکام کے لئے جزولاینفک ہے جس سے ایک کامیاب اور ایک قابل نمونہ معاشرہ وجود میں آتا ہے اور سوشل میڈیا پر اس عظیم صفت یعنی حلم و بردباری کو اپنانا انتہائی لازمی ہے۔

جذبہ ہمدردی:

سوشل میڈیا جذبہ ہمدردی کو فروغ دینے کا ایک انمول ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ اپنے جنس کی مدد کرنے اور ان کے کام آنے کی خواہش خود اس کے اندر موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی فطری طور پر اور جبلی طور پر انسانی ضروریات اور زندگی کے تقاضے ایسے ہیں کہ آدمی بڑی حد تک دوسروں کے تعاون اور اپنے ہم جنسوں و ہم نفسوں کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باہمی تعاون کا، آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا اور ایک دوسرے کے کام آنے کا جذبہ ایک فطری عمل اور انسانی تقاضا ہے۔ انسان کو انسان بنانے اور بنائے رکھنے اور اسی طرح کی حیات انفرادی نیز اجتماعی زندگی کی تشکیل نو کی برقراری میں یہ جذبہ اساسی اہمیت رکھتا ہے۔ انسان اگر اس فطری جذبے سے اور اس جبلی تقاضے سے محروم ہوتا ہے تو رنگ و بو سے بھرپور اس دنیا کا وجود ہی نہ ہوتا۔ ایک دوسرے کے کام آنا، دوسروں کی مدد کرنا یا ان کے کسی مسئلے کو حل کرنے میں تعاون کرنا اخلاقی تقاضا ہے بلکہ اسے ایک اخلاقی اصول قرار دیا جاتا ہے، اس کی تلقین کی جاتی ہے اور دوسرے کے کام آنے والوں کی عزت کی

---

[35] Al-Nasai, Ahmad bin Shu'ayb bin Dinan, Sunan Al-Nasai, Matabi' Al-Shirkah, Cairo, Kitab Al-Adhan, Bab Al-Adhan Fi Al-Safar

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

جاتی ہے، لہذا جب یہ اخلاقی اصول کسی ریاست میں وجود پزیر ہو جاتا ہے تو لازمی طور پر وہاں امن واصلاح کا ایک اعلیٰ مظہر بھی دکھائی دے گا۔ الطاف حسین حالی کہتے ہیں کہ :

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

اسلام کی تعلیم صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ بس دوسروں کے صرف واجب حقوق ادا کر دیئے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تعلیم اسلام نے دی ہے کہ دوسروں کے لئے ایثار کرو، تھوڑی سی قربانی بھی دو۔ یقین کریں کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے لئے قربانی دیں گے، مشکل میں ان کے کام آئے، سوشل میڈیا پر کسی کے حق میں پوسٹ یا بیان جاری کرے، کراچی کے دینی مدرسے کے ایک طالبعلم کی طرح اپنوں سے بچھڑے ہوؤں کو ان کے اپنوں سے ملائے، تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں جو سکون، عافیت اور راحت عطاء فرمائیں گے اس کے سامنے تمام عارضی مادی خوشی ہیچ در ہیچ ہے۔ چونکہ ہم نے ایثار اور قربانی پر عمل چھوڑ رکھا ہے اور ہماری زندگی میں اب ایثار کا کوئی خانہ ہی نہیں رہا کہ دوسروں کی خاطر تھوڑی سی تکلیف اٹھالیں، تھوڑی سی قربانی دے دیں، اس لئے اس قربانی کی لذت اور راحت کا ہمیں اندازہ ہی نہیں اور اسی بناء پر ہم بد نظمی و بے ضابطگی اور افتراق و انتشار کے شکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انصاری صحابہ کے ایثار کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ :

ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصہ۔[36]

"اور (یہ انصاری صحابہ) اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے یہ خود حالت افلاس میں کیوں نہ ہو۔"

جذبہ ہمدردی کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ بھا من کرب یوم القیامۃ۔[37]

---

[36] Al-Hashr 59:9

[37] Bahawalah Bala, Al-Sijistani, Abi Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath,

THE SCHOLAR-ISLAIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 11, No. 1 || January -June 2025|| P. 18-42
https://doi.org/10.29370/siarj/issue20urduar2

"جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی بے چینی دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اس سے قیامت کی بے چینیوں میں سے کوئی بے چینی دور فرما دیتے ہیں۔"

ہمدردی و غمخواری انسانیت کے ایسے صفات ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہر معاشرے میں محبت والفت کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے۔اسی کے ذریعے سے ایک کامیاب معاشرہ اس طرح افراد کو ایک دوسرے سے منظم و مربوط رکھتا ہے، جس طرح دیوار کی اینٹیں ایک دوسرے کو سہارا دیئے رہتی ہے۔ایک منظم کامیاب، خوش حال اور ترقی یافتہ معاشرے کی پہچان یہی ہے کہ افراد ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور باہمی دوستی ومحبت کا برتاؤ کریں، ایک دوسرے کے کام آئیں، ایک دوسرے کی تکلیف کو دوسرا اپنی تکلیف سمجھے۔

امیر مینائی اس حوالے سے کیا خوب کہتے ہیں کہ :

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

سوشل میڈیا اور نقار خانے کی آواز:

سوشل میڈیا کے میدان میں موبائل زندگی کا لازمی حصہ بن گیا ہے۔امراء وغرباء، مرد و عورتیں، جوان وبچے، غرضیکہ ہر ایک کے ہاتھ میں موبائل ہے، نیز موبائل کمپنیوں کی نت نئی پیکیجز نے ہر ایک کو موبائل کے لت میں مصروف کیا ہے۔موبائل اب صرف ضرورت کی حد تک محدود نہیں رہا، بلکہ ٹائم پاس، وقت کی ناقدری، بیہودگی ، بے حیائی، جرائم سمیت بہت سی لغویات کا مجموعہ بن گیا ہے۔ قیمتی اوقات کو برباد کرنے اور معاصی ، منکرات وفاحشات میں مبتلا ہونے کے دیدہ زیب اسباب اس معمولی سے آلہ میں ہر وقت دستیاب ہیں جس کی وجہ سے کئی شریف اور عزت دار گھرانوں کے سپوت لاعلمی، بے خبری اور ناواقفیت یا امیرانہ پن ناز و نخرے سمیت اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اس موبائل کے ناجائز استعمال کے شکار ہو جاتے ہیں۔جو لوگ از راہ ضرورت موبائل استعمال کرتے ہیں وہ بھی بعض چیزوں میں اپنی حدود پر قائم نہیں رہ پاتے بلکہ انہیں احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ ہم سے کیا غلطی ہو رہی ہے ؟ جہاں یہ ایک طرف بندگان خدا کے لیے سہولت ہے تو دوسری طرف اس کی جدیدیت معاشرے اور قوم کے لیے فتنہ اور فساد کی جڑ بھی ہے، جو اسلامی ریاست کے مسلم معاشرے کے افراد کے لئے اخلاقی بگاڑ میں گھناؤنا کردار ادا کر

Sunan Abi Dawood, Vol. 2, p. 328

رہا ہے۔ایک مسلم معاشرے کے اخلاق کے لیے یہ زہر قاتل سے بڑھ کر ہے کیونکہ جہاں اسلامی امور و معاشرتی آداب ورویوں کے لیے وقت نہیں وہاں اس چھوٹے سے موبائل نے ان کا قیمتی وقت برباد کرنے میں مسلسل ان کے کئی کئی گھنٹے صرف کردیئے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ موبائل فون نے ایسے اخلاق باختہ واقعات رونما کیے ہیں کہ جس کی تحریر سے جسم کانپ اٹھتا ہے اور قلم لرز جاتا ہے۔موبائل کے ذریعے آشنائی و بے غیرتی کے سینکڑوں واقعات روز کے معمولات میں سے ہیں جس کی شنوائی سے ہر ایک واقف ہے۔۔موجودہ دور میں موبائل کے ذریعے کسی شخص کے نہ چاہتے ہوئے ان کی تصویر لینا یا اس کی ویڈیو بنانا یا آواز ریکارڈ کرنا یہ سب اسی زمرے میں آتے ہیں۔آج کل تو اس بیشرمی کی حد اس خوفناک حد تک بڑھ چکا ہے کہ شادیوں یا کسی دوسرے تقریبات میں موبائل پر غیروں کے ویڈیوز بنائے جاتے ہیں، جس میں دوسرں کی بے پردگی ظاہر ہوتی ہے، یہ جب کسی ناہنجار کے ہاتھوں چڑھ جاتا ہے تو وہ اپنی مقاصد کے حصول کے لئے اسے ناجائز استعمال کرتا ہے اور حیادار گھرانوں کے باحیا بیٹیوں کو سر بازار رسوا کردیتے ہیں۔یہ چیز موجودہ موبائل وغیرہ کی انتہائی خطرناک فحش حملہ ہے، جس کی روک تھام کے لئے اسلامی ریاست کو تادیب و تربیت کی خاطر سخت اقدامات اٹھانے چاہئے۔

موجودہ دور میں سوشل میڈیا نے جو مقام حاصل کیا ہے، اس میں روایتی ابلاغ بہت پیچھے رہ گئی ہے۔اس بات کی ضرورت ہے کہ ریاست اولین فرصت میں سوشل میڈیا کو تعمیری کام کے لیے استعمال کرے اور سنسنی خیز اطلاعات یا لطیفے اور افراد پر تیشہ زنی کی جگہ گھریلو امن، حیا، پاکیزگی، رشتوں کے احترام کی بحالی اور معاشرے سے فحاشی اور عریانی کو ختم کرنے کے لیے تدابیر کی جائیں جو کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں مفقود ہوتے جارہے ہیں بلکہ مفقود ہو چکے ہیں، اور اس سلسلے میں مجاہدانہ اور اجتہاد کے طریقوں سے کام لیا جائے۔یہ کم خرچ بالا نشین حکمتِ عملی کے ذریعے ملک گیر مہم بن سکتی ہے، اور عوام و خواص کو آج اخلاقی مسائل کی اصلاح کی طرف متوجہ کر سکتی ہے۔موجودہ ماحول کا معاشرتی آلودگیوں سے آلودہ ہونا مہلک اور خطرناک ہے۔اسلام نے اپنی تعلیمات میں اس کا خصوصی خیال رکھا ہے کہ معاشرہ میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو ماحول اور معاشرہ کو گندا کردے یا اس میں زندگی گزارنے والوں کو برائیوں کی طرف مائل کردے۔جدید سوشل میڈیا کے استعمال کے تناظر میں معاشرتی ماحول کے تحفظ کی خاطر اسلام نے حسن اخلاق، عفو ودر گزر، ایثار و قربانی اور حیاء کی تعلیم دی ہے۔بد نگاہی سے روکا ہے، مردوں اور عورتوں کو باہم میل جول اور اختلاط سے منع کیا ہے، پردہ کا حکم دیا ہے۔اسی طرح قتل و قتال، گالی گلوچ، غیبت وبہتان، چوری، خیانت اور دیگر منکرات کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ یہ چیزیں ماحول کو آلودہ کرکے اس معاشرے میں

رہنے والوں کو بہت ہی برے حالات سے دوچار کرتے ہیں، چنانچہ وہ معاشرے جن میں ان چیزوں پر مکمل روک نہیں ہے، وہاں کی معاشرتی آلودگی اتنی بڑھ چکی ہے کہ زنا(بالخصوص زنا بالجبر)اوراس کی سزاایڈز،لوٹ مار اور قتل وغارت گری کی کثرت نے وہاں کے لوگوں کوپرامن زندگی سے محروم کرر کھاہے،زنا کی کثرت سے خاندانی نظام درہم برہم ہوچکاہے ، خاندانی اقدار پامال ہوچکے ہیں اور معاشرہ میں رہنے والے ان آلودگیوں کی تکلیف میں سسک رہے ہیں ، اگرچہ بظاہر وہ ماحول بڑا چمکتا دمکتا نظر آتا ہے لیکن اندر سے کھوکھلا ہوا ہوتا ہے۔لہذااس کیلئے سوشل میڈیا منفی طرز عمل کی بجائے اصلاح معاشرہ کی خاطر مثبت کردار ادا کر سکتا ہے بشر طیکہ خاندان کے بڑے خصوصا والدین اپنے بچوں اورماتحتوں پرکڑی نظررکھیں اوران کی توجہ منفی استعمال کی بجائے مثبت اور کارآمد استعمال کی طرف مبذول کرائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)